اسماء یوسف
پی ایچ ڈی اردو (اسکالر) ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ ۔
ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی
پروفیسر، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ ۔
ڈاکٹر میر یوسف میر
پروفیسر، شعبہ اردو جامعہ آزاد جموں وکشمیر مظفر آباد ۔

سفر نامہ "مقدس سرزمین"، تاریخی شعور کے تناظر میں

Isma Yousaf
Ph.D Scholar, Department of Urdu Hazara University, Mansehra.
Dr. Muhammad Altaf Yousaf Zai
Professor, Department of Urdu Hazara University, Mansehra.
Dr.Mir Yousaf Mir
Professor, Department of Urdu, University of Azad Jammu & Kashmir, Muzafarabad.

Travelogue "Muqadas Sarzameen" In the Context of Historical Consciousness

Yaqoob Nizami is a renowned Pakistani Kashmiri writer. As a travelogist he focuses on depicting the entirety of an object with historical touch, rather than just the external object. He definitely demonstrates his historical awareness while depicting the past. There is no doubt that history is an integral part of travelogues; nevertheless, when historical events are combined with the externality of the objects, history becomes literature and a new perspective on history emerges.In his travelogue "Muqadas Sarzameen" Yaqood Nizami deftly handles this facet of history. He is constantly in touch with history. He highlighted all the events those related with the construction and destruction of Kaba'a and the life of last Prophet Hazrat Muhammad (SAW).

Key Words: *Travelogues, depiction, demonstrate, historical awareness, integral, emerges*

سفر نامہ وہ دل چسپ صنفِ ادب ہے جس سے تاریخ کو الگ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ سفر نامہ نگار اپنے جس سفر کی تفصیلات کو ضبط تحریر میں لاتا ہے اس کی تہذیب و ثقافت، جغرافیہ و تاریخ کو قارئین کی معلومات کے لئے ضرور بیان کرتا ہے، ایک ان جان اور ان دیکھے علاقے کے بارے میں حقائق بیان کرنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن اسی حقیقت نگاری میں وہ بعض اوقات اس مخصوص خطے سے ہٹ کر تاریخِ عالم سے بھی کچھ واقعات بیان کر جاتا ہے جس سے اس کے اسلوب میں تاریخی شعور اُبھرتا ہے جو اس کے وسیع علم، مضبوط حافظے اور گہرے مشاہدے کی دلالت کرتا ہے۔

بیسویں صدی میں جب سفر نامہ اپنے عبوری دور سے گزر رہا تھا تو اس میں واضح طور پر کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی، جن میں اولین کہانی پن و افسانوی انداز، دوسری یادداشت و فلیش بیک کی تکنیک کے استعمال کی بدولت زینہ بہ زینہ ماضی کی جانب مراجعت شامل ہیں، اس طرزِ بیان کو پہلے پہل محمود نظامی نے "نظر نامہ" میں اختیار کیا اس کے بعد یہ طرزِ ادا جمیل الدین عالی، مختار مسعود اور مستنصر حسین تارڑ کے سفر ناموں میں نظر آتا ہے۔ تاریخی شعور اردو ادب کی دیگر اصنافِ نظم و نثر میں بھی کامیابی سے برتا گیا ہے۔ لیکن سفر ناموں میں اس کا بر محل استعمال فن پارے کی تاثیر کو دوچند کر دیتا ہے جس سے اس کی وقعت و قدر قارئین کی نظر میں بڑھ جاتی ہے۔

یعقوب نظامی ایک کشمیری النسل سفر نامہ نگار ہیں جو اردو ادب میں ایک بہترین لکھائی و سفر نامہ نگار کے طور پر اُبھرے ہیں۔ انھوں نے اپنے سفر ناموں میں تاریخی شعور کو بطور خاص برتا ہے۔ یہاں ان کے حج نامے "مقدس سر زمین" کا تجزیہ تاریخی شعور کے تناظر میں کیا جائے گا۔

"مقدس سر زمین" یعقوب نظامی کے ارض مقدس کے اُس سفر کی روداد ہے جو انھوں نے حج کی ادائیگی کے لیے اپنے بیٹے اور اہلیہ کی ہمراہی میں اکتوبر ۲۰۱۰ء میں کیا تھا۔ اس مذہبی فریضے کی ادائیگی کی تفصیلات کو قلم بند کرتے ہوئے انھوں نے محنت، جانفشانی سے کام لیا۔ انھوں نے حال و ماضی کا موازنہ سنی سنائی بات یا صرف اپنے مشاہدات کی بنیاد پر نہیں کیا بلکہ مدلل و مستند بیان کے لیے کسی محقق کی طرح چھان بین کی اور تاریخی کتب سے استفادہ کیا۔ اس سفر نامے میں کیفیت قلب بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تاریخ کو بھی مَس کیا ہے۔ جو ان کے وسیع مطالعے اور شوق کا مظہر ہے۔ یعقوب نظامی کسی ماہر جوہری کی طرح اپنے علم کے ذخیرہ کو قیمتی جواہر کی مانند کام میں لا کر رنگ رنگ کی معلومات و مناظر سے رچا ہوا فن پارہ سفر نامے کے طور پر سامنے لاتے ہیں وہ اپنے تجربات و مشاہدات کو صرف عقیدت کے شیرے میں ہی نہیں ڈبوتے بلکہ اس میں دلیل و ثبوت کی مٹھاس، تحقیق و دلیل کے

ذریعے شامل کرتے ہیں جس سے ان کا تاریخی شعور پورے سفر نامے میں دل بن کر دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ پورا سفر نامہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے عزم و ہمت کی داستان سے لے کر محمد عربی ﷺ کی مساعی و سیرت کی تلخیص ہے۔ یعقوب نظامی کی مہارت یہ ہے کہ ایک طرف وہ صدیوں قبل زمانے کے ورق اُلٹتے ہیں تو دوسری طرف مناسک حج کی ادائیگی اور ان مناسک کے فلسفے کے بارے میں بھی بتاتے ہیں۔ ان کا اندازِ بیان اس قدر دلفریب ہے کہ پڑھتے ہوئے کسی داستان سے جڑی کہانی کا گمان ہوتا ہے۔ وہ سفر نامے کا آغاز منفرد وانوکھے طرز پر کرتے ہوئے اللہ کی پکار کا ذکر کرتے ہیں، اپنے بلاوے پر انھیں حضرت ابراہیمؑ کا وادیٔ بطحا میں بلاوا یاد آجاتا ہے وسو وہ رہوارِ خیال کو اس جانب موڑتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> "آخر وہ وقت آ پہنچا جب اللہ کی پکار میرے کانوں میں گونجی۔۔۔۔ یہ وہی پکار تھی جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دی تھی کہ ۔۔۔۔ تم اس بیابان وادیٔ میں میرا گھر تعمیر کرو اور پھر لوگوں کو پکارو۔۔۔۔ تو وہ پیدل چلتے ہوئے اور دُبلے دُبلے اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز کے راستوں سے تیرے پاس آئیں گے۔۔۔۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم کی تفصیل کی۔ بیت اللہ تعمیر کیا اور لوگوں کو اس گھر کے طواف کے لئے پکارا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت کے تحت اُس پکار کو لوگون تک پہنچایا۔۔۔۔ جس نے بھی اُس پکار کو سنا اُس نے سامانِ سفر باندھا اور بیت اللہ کی طرف چل پڑا۔۔۔۔ ایسا صدیوں سے ہو رہا ہے۔۔"(۱)

مذکورہ پیراگراف میں مصنف تاریخی شعور کو قصص القرآن کی روشنی میں اُجاگر کر رہے ہیں وہ تعمیر کعبہ اور حج کی فرضیت کے عمل کو اللہ کی زبانی پیش کر رہے ہیں۔ قرآن پاک سے تاریخ مستعار لیتے ہوئے قارئین کو تعمیر کعبہ و فرضیتِ حج کا پتہ بھی دے رہے ہیں اور مطالعہ قرآن پاک و تاریخ کی جانب تجسس و شوق کا جذبہ بھی پیدا کر رہے ہیں۔

سارے سفر نامے میں یعقوب نظامی نے کہانی و افسانوی انداز کو اپنا کر اپنے محسوسات کو تاریکی شعور کے تناظر میں سپردِ قلم کیا ہے۔ وہ جہاز میں بیٹھتے ہی دوشِ خیال پر سوار ہو کر ہزاروں سال قبل کے مشہور و معروف شہر بابل میں جانکلتے ہیں پھر بات سے بات پیدا کرتے ہوئے ایک واسطے سے دوسرے واسطے تک زینہ بہ زینہ ہوتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کا تعارف کچھ اس انداز سے کراتے ہیں:

"ان بت تراشوں میں آزر نامی ایک بت تراش تھا جسے شاہی بت تراش کے مسند پر بٹھایا گیا تھا۔ اسے بڑی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آزر کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا عطا کیا جس کا نام ابراہیم کہا گیا۔ یہ ابراہیم اپنے ہم عمر نوجوانوں سے جدا تھا۔ یہ اپنے والد سے مختلف قسم کی عقلی سوالات کرنے لگا، اس کے باپ بلکہ اُس زمانے کے کسی بھی عالم کے پاس ان کے جواب نہیں تھے۔ یہ بچہ اللہ کی ذات کی تلاش میں کبھی چاند کو خدا سمجھتا اور کبھی سورج کو۔۔۔ لیکن جب یہ ڈوب جاتے تو ابراہیمؑ سوچتا یہ خدا نہیں ہو سکتے۔۔۔ خدا تو موجود ہے غائب نہیں ہو سکتا۔ اس سوال کا اسے تسلی بخش جواب نہ ملا۔ یہ بت تراشی کے خلاف ہو گیا۔۔۔ وہ پتھر، مٹی اور لکڑی کے تراشے ہوئے بتوں کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ اُسے تو اللہ واحد کی تلاش تھی۔۔۔"[۲]

حضرت ابراہیم کے اس تعارف میں یعقوب نظامی اُس زمانے کی تاریخ اور قصص القرآن کے خوب صورت امتزاج سے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کا سیدھے سادے رواں انداز میں تعارف پیش کر دیا جسے پڑھ کر مزید جاننے کی حس مہمیز ہوتی ہے۔ اس سفر نامے میں فریضہ حج کے بارے میں بتاتے ہوئے مصنف نے اس بات کا بطورِ خاص خیال رکھا ہے کہ کوئی بھی اہم پہلو نظروں سے اوجھل نہ رہے کہ پڑھنے والوں کو ادھورے پن یا تشنگی کا احساس نہ رہے اسی خیال کے تحت انھوں نے بھرپور کوشش کی ہے اُس خطہ زمین کے ہر ٹکڑے کا بھرپور مفصل و مدلل تذکرہ تاریخی شعور کے تناظر میں کیا جائے تاکہ قارئین حظ اُٹھانے کے ساتھ ان مقاماتِ مقدسہ اور ان سے وابستہ شخصیات و واقعات سے بھی بخوبی آگاہ ہوں جیسے وہ حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی حکم ربی کے تحت مکہ آمد، حضرت ابراہیم کا انہیں اس بے آب و گیا وادی میں اللہ کے سہارے چھوڑ کر جانا، پانی کی تلاش میں بی بی ہاجرہ کے صفا و مروہ کے درمیان دوڑتے ہوئے سات چکر لگانا، حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کی رگڑ سے مکہ کی بنجر و ریتلی زمین سے پانی کے چشمے کا پھوٹ بہنا، حضرت ہاجرہ کے زم زم کہنے پر پانی کا ٹھہر کر بہنا اور چشمے کا نام زم زم پڑنا پانی کا ذخیرہ دیکھ کر قبلہ جرہم کا وہاں آباد ہونا اور پھر بتدریج مکہ کی آبادکاری ہونا اس کے بعد حضرت اسماعیلؑ کی بارگاہ خداوندی میں قربانی اور تعمیر کعبہ واقعہ کو پورے استدلال اور تحقیق سے بیان کرتے ہیں اور قارئین کو بتاتے ہیں کہ آج سے تقریباً چار ہزار سال قبل حضرت ابراہیمؑ نے حضرت ہاجرہ و حضرت اسماعیلؑ کی معیت میں جس طریقے سے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا اُسی طریقے اور حضرت ابراہیمؑ و ہاجرہؑ کی سنت کے مطابق مسلمان مناسک حج ادا کرتے ہیں۔

اس سفر نامے کی خاص بات یہ ہے کہ مصنف تاریخی شعور کی بدولت اس میں رنگارنگی پیدا کرتا ہے اور وہ تاریخی شعور کی تکنیک کو تجسس و دل چسپی پیدا کرنے کے لیے استعمال کرکے قارئین کو معلومات فراہم کرتا ہے۔ جیسے مکہ کی آباد کاری اور تعمیر کعبہ کے متعلق تفصیل کو اجمال کے ساتھ فلیش بیک کے انداز میں بیان کرتے ہیں:

> "میرے سامنے منظر بدلتے ہیں۔۔۔۔ ایک منظر میرے سامنے یوں کھلا جیسے میں چار ہزار سال پہلے کے مکہ میں ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔۔۔۔ حضرت ہاجرہ نے جس مقام پر اپنا خیمہ نصب کیا تھا۔۔۔۔ عین اُسی جگہ آبِ زم زم کا چشمہ اُبلنے لگا تو حضرت ہاجرہ نے چشمے کے کنارے اپنا جھونپڑا بنایا۔ جس میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ رہنے لگیں۔ اس تھوڑا دور نشیب کی طرف حضرت ہاجرہ نے بنو جرہم قبیلہ کو رہنے کی اجازت دی تھی۔ اس طرح اس بے آب و گیاہ وادی میں انسانی زندگی کا آغاز ہوا۔۔۔۔ دنیا جہاں خاص کر عرب میں یہ افرا تفری کا زمانہ تھا۔۔۔۔ عرب کے بدو ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ جو بات بات پر تلوار نکال لیتے۔۔۔۔ قتل اور لوٹ مار جیسے جرائم ان کے روزمرہ کے معمول تھے۔۔۔۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی بستی کو امن کا شہر قرار دیا۔ اور حضرت ابراہیم کو اپنا گھر۔۔۔۔ بیت اللہ۔۔۔۔ تعمیر کرنے کا حکم دیا"۔ (۳)

بیت اللہ کی تعمیر کے ضمن میں یعقوب نظامی ایک بار پھر تاریخ کے بحرِ بے پایاں سے گوہر آب دار چن کر لاتے ہیں اور قارئین کو بتاتے ہیں کہ کب کب اور کس کس نے اس گھر کی تعمیر کی۔ حضرت اسماعیلؑ و حضرت ابراہیمؑ کی تعمیر کے بعد دوسری مرتبہ مکہ کے قبیلہ قریش نے بیت اللہ کو تعمیر کیا اور اس پر چھت بھی ڈالی گئی اس تعمیر میں نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ ﷺ نے حصہ لیا۔ بیت اللہ کی تیسری تعمیر حضرت عبداللہ بن زبیر، نواسۂ حضرت ابو بکر صدیق نے اس وقت کروائی جب یزید کی فوجوں کی گولہ باری سے کعبہ کی دیواروں اور غلاف کو نقصان پہنچا۔ چوتھی مرتبہ تعمیر حجاج بن یوسف نے خلیفہ وقت عبدالمالک بن مروان کے حکم پر بیت کی پہلے سے موجود عمارت منہدم کر کے کروائی۔ حضرت عبداللہؓ اور حجاج بن یوسف کی تعمیرات کا ذکر کرتے ہوئے وہ امتِ مسلمہ کی باہمی ناچاکیوں کا پردہ بھی چاک کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"۶۸۳ء میں جب خلافت کی مسند پر یزید بن معاویہ بیٹھا تو حضرت عبداللہؓ نے اس کی خلافت سے انکار کرتے ہوئے مکہ پر قبضہ کر لیا۔ اس پر یزید نے فوج بھیجی جس نے منجنیق سے بیت اللہ پر گولے برسائے تو اس کی دیواریں کمزور ہو گئیں اور غلافِ کعبہ جل گیا تھا۔ اس دوران یزید فوت ہو گیا تو حضرت عبداللہؓ کی مکہ پر حکمرانی قائم رہی چانچہ انہوں نے بیت اللہ کو از سرِ نو حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر تعمیر کیا اور حطیم کے حصے کو دوبارہ بیت اللہ میں شامل کیا۔۔۔۔
حضرت عبداللہ کی تعمیر کے تھوڑے عرصہ بعد خلافت کی مسند پر عبدالمالک بن مروان بیٹھا تو اُس نے حجاج بن یوسف کو حکم دیا کہ مکہ پر دوبارہ قبضہ کیا جائے۔۔۔۔
حجاج بن یوسف نے ۶۹۳ء میں ایک بڑی فوج کے ساتھ مکہ کا محاصرہ کیا (اور) حضرت عبداللہؓ جنہوں نے بیت اللہ میں پناہ لے رکھی تھی کو وہاں شہید کیا۔ اور پھر خلیفہ کے حکم کے مطابق بیت اللہ کو مسمار کر کے اسے دوبارہ قریش کی بنیادون پر تعمیر کیا۔ حطیم کا حصہ باہر نکالا اور مغربی دروازہ بند کر کے مشرقی دروازے کو زمین سے چھے فٹ بلند کر کے لگایا"۔ (۴)

یوں بظاہر تعمیر کعبہ کے متعلق بتاتے ہوئے انھوں نے مسلم ریاست کے اس اندرونی خلفشار کو عیاں کر دیا جو آگے چل کر مسلمانوں کے زوال کا سبب بنا۔ کعبہ کی موجودہ تعمیر ۱۶۳۰ء میں آنے والے تباہ کن سیلاب کے بعد کی گئی۔ اب بھی بیت اللہ کی بنیادی عمارت وہی ہے جو خلافت عثمانیہ کے سلطان مراد خان کے دور میں تعمیر ہوئی لیکن اس کے بعد بیت اللہ کی مرمت و توسیع کا کام اسی عمارت کے گرد جاری و ساری ہے۔

بیت اللہ کی تعمیر میں حجر اسود کی تنصیب کی اہمیت کے پیشِ نظر مصنف سے اس سے متعلق اہم اور تاریخی معلومات بھی قارئین کے گوش گزار کی ہیں۔ دراصل انہوں نے بیت اللہ اور اس سے جڑی ہر شے اور عبادت کے بارے میں مفصل اظہار خیال تحقیق و تاریخ کے آئینے میں کیا ہے۔ جس سے ان کا سفر نامہ، ادب پارہ ہوتے ہوئے ایک مستند دستاویز کا رتبہ بھی رکھتا ہے۔ زمانہ حال کا ذکر کرتے ہوئے وہ زمانہ جاہلیت میں کئے جانے والے حج کی بابت بھی بات کرتے ہیں اور وقت کے اندھیروں میں گم کردہ واقعات و افعال کو کسی مصور کی مانند شوخ رنگوں سے مزین کر کے قارئین کے سامنے لاتے ہیں۔ جیسے بیت اللہ کے اندرونی منظر کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "بیت اللہ کی بیرونی باتیں تو ہو چکیں۔۔۔۔اب ذرا اندر جھانک کر دیکھتے ہیں کہ اندر کی دنیا کیسی ہے قبل از اسلام کعبہ کے اندر ایک کنواں تھا جس میں نذرانہ کے تمام پیسے اور دوسری قیمتی اشیاء رکھی جاتی تھیں۔ خزانے والے کنوئیں کے اوپر ہبل کا بت رکھا ہوا تھا۔ جو خزانے کا محافظ سمجھا جاتا تھا۔۔۔۔
>
> قریش نے ہبل کے پاس فال نکالنے ولاے سات تیر بھی رکھے ہوئے تھے۔ حاجت مند جاتے تو کعبہ کے متولی اُن سے نذرو نیاز کے پیسے لیتے اور تیر کے ساتھ فال نکالتے تھے۔ کفار نے بیت اللہ کے اندر بھی تصاویر بنائی ہوئی تھیں۔ اُن میں دو تصاویر ایسی بھی تھیں جن میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ہاتھوں میں فال نکالنے والے تیر دکھائے گئے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کی تصویریں بھی اندر تھیں ساتھ ایک بھیڑ کے بچے کا مجسمہ بھی تھا"۔[۵]

یعقوب نظامی، نہایت عمق نگاہی سے کام لیتے ہیں اور اس سلسلے میں تحقیق و تاریخ کے باہم موازنے و تقابل کے بعد حقیقتِ حال کو لفظوں کے روپ میں کاغذ پر بکھیرتے ہیں اسی طرز کے سبب ان کے سفر نامے میں تاریخی شعور نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے اور قارئین کو بھی متوجہ کرتا ہے۔ جس کے سبب قارئین کسی مشروب کی مانند جرعہ جرعہ کر کے انکا سفر نامہ پڑھتے ہیں۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران عبادات کے ساتھ ساتھ یعقوب نظامی نے ہر جگہ کا تفصیلی تعارف بھی پیش کیا ہے۔ کسی بھی جگہ انھوں نے صرف نظر سے کام نہیں لیا بلکہ موجودہ حالت اور ماضی کی حالت دونوں کے متعلق باخبر کرنے کی کوشش کی ہے۔ جیسے جب سعی شروع کی تو بطور عبادت اسے حضرت ہاجرہؓ کی سنت قرار دیتے ہوئے اس کا مکمل پس منظر پیش کیا پھر صفا و مروہ کے درمیانی رستے پر چھت ڈالنے کی بابت بتایا کہ ۱۹۵۶ء میں سعی کے مقام پر چھت ڈالی گئی لیکن جب اپنی سعی کا تجربہ بیان کیا تو اُس وقت بھی ان کی نگاہ تاریخ پر تھی اور وہ "دارِ ارقم" کو نہیں بھولے تھے سو "دارِ ارقم" کی اہمیت اور محلِ وقوع بتاتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

> "صفا پہاڑی سے جوں ہی سعی کا آغاز ہوتا ہے تو تھوڑی ڈھلوان کے بعد ہموار جگہ شروع ہوتی ہے اسی ڈھلوان والی جگہ دارِ ارقم تھا۔۔۔۔ دارِ ارقم وہی مکان تھا جسے نبوت کے ابتدائی دنوں میں سرورِ عالم ﷺ اپنا مرکز بنایا تھا۔۔۔۔ یہ وہی درسگاہ تھی

جہاں سرورِ عالم ﷺ بحثیت معلم فرائض انجام دیتے تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان خفیہ طور پر "دارارقم" میں جمع ہوتے۔۔۔۔ نمازیں ادا کرتے اور حضور ﷺ انہیں درسِ قرآن اور دینی تعلیم دیتے تھے۔ یہ مکان مسلمانوں کی تربیت گاہ تھی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے اسی مکان میں آکر اسلام قبول کیا تھا۔ اسلامی تاریخ میں یہ مکان دارِارقم کے نام سے مشہور تھا۔۔۔۔ سعودی فرمانروا شاہ فہد کی توسیع حرم تک یہ مکان موجود تھا۔"(٦)

دارِارقم کا تعارف کرواتے ہوئے یعقوب نظامی نے ماضی بعید وماضی قریب میں اس مکان کی اہمیت، خصوصیت و نشاندہی کردی اسی سبب اب قارئین کے اندر وہاں جاکر ڈھلوان والی جگہ رہنے کا شوق و تجسس اُبھرتا ہے۔

مصنف نے اس سفر نامے میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ وہ مبالغہ آرائی وزیب داستان کے لئے فرضی واقعات و کرداروں سے اجتناب کریں۔ انہوں نے ہر جگہ کی عبادت و مقام کے مناسبت کے لئے قرآن پاک اور تاریخ کا وسیلہ اپنایا اور حقیقی واقعات کو قصہ و کہانی کے روپ میں بیان کرڈالا جیسے کہ دس ذوالحجہ یعنی یوم النحر کے متعلق تفصیلات بتائے ہوئے ایک بار پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور ان پر آنے والی آزمائشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"آج دس ذوالحجہ یوم النحر ہے۔ نحر کا مطلب قربانی دینا ہے۔ دنیا جہاں کے مسلمان آج نمازِ عید اور پھر قربانی دیتے ہیں۔۔۔۔ حاجی نمازِ عید تو ادا نہیں کرتے لیکن قربانی کا فریضہ ضرور ادا کرتے ہیں اس کی وجہ غالباً وہ تاریخی واقعہ ہے جس کے مطابق۔۔۔۔ آج سے چار ہزار سال پہلے آج کے دن منٰی کے اس مقام پر ایسا واقعہ رونما ہوا تھا۔ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔۔۔۔ ہوا یہ حضرت ابراہیمؑ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے یہ اللہ کے دوست بھی تھے۔ اللہ اپنے دوست کو آزماتے رہتے تھے۔ پہلی بار اللہ نے اُس وقت آزمایا جب نمرود نے انہیں آگ میں پھینکنے کا حکم دیا تو اللہ کے دوست نے یہ سزا بغیر کسی حیلہ و حجت کے قبول کرلی۔ پھر اللہ نے انہیں دوبارہ آزمایا اور حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل کو لے کر عرب کے ایک بے آب و گیاہ خطہ میں جاکر آباد کرو۔ اللہ کے دوست اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے۔ پھر تیسری اور آخری بار

آزماتے ہوئے انہیں حکم دیا کہ اپنے پیارے بیٹے کو قربان کرو۔ اللہ کا خلیل اس امتحان میں بھی کامیاب ہوا۔ امتحان کی یہ تیسری آزمائش منٰی کے اُس مقام پر ہوئی جہاں آج لاکھوں کی تعداد میں حجاج جمع تھے"۔ (۷)

یعقوب نظامی ایک ایسے سفر نامہ نگار ہیں جو صرف تجربات و مشاہدات پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان مناظر و واقعات کے عقب میں پوشیدہ تاریخی و مذہبی حوالوں کی آمیزش سے تخلیقی عمل سر انجام دیتے ہیں وہ تاریخ کو معلوماتِ عامہ کا آلہ سمجھ کر استعمال نہیں کرتے بلکہ اُسے انسانی ارتقاء و تہذیب کا زینہ سمجھ کر استعمال کرتے ہیں سو یوں وہ ترتیب وار تاریخی واقعات بیان نہیں کرتے بلکہ کسی ماہر فن کی طرح حسبِ ضرورت تاریخ کو کام میں لا کر سفر نامے میں موازنے، تقابل یاد، پند و نصائح اور مزاح سے رنگ بھرتے ہیں۔ بقول پروفیسر غازی علم الدین:

"تاریخی اور مذہبی روایات کے ساتھ ساتھ ہر مقام کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ تاریخی واقعات کو عام روش سے ہٹ کر اپنے زاویہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی تحقیق سے کئی تاریخی ابہامات کو رفع کرتے ہیں"۔ (۸)

پروفیسر غازی علم الدین کا تجزیہ حقیقت پر مبنی ہے۔ ان کا اسلوب حقیقت پسندانہ ہے کیوں کہ وہ جو کچھ دیکھتے ہیں چاہے وہ شخصیات ہیں، مقامات ہیں، واقعات ہیں، اشیائے استعمال میں یا مذہبی و تاریخی حوالے وہ پہلے انھیں عقل و تحقیق کی بھٹی سے گزارتے و پرکھتے ہیں۔ پھر مدلل انداز اور وثوق طور سے سپردِ قلم کر دیتے ہیں۔ اس سفر نامے میں یعقوب نظامی نے اول تا آخر یہ کوشش کی کہ وہ قارئین کو مناسکِ حج و سفر حج سے متعلق رہنمائی دیتے ہوئے اس پورے خطۂ عرب کا نقشہ تاریخی و تہذیبی اعتبار سے لفظوں میں کھینچ دیں۔ یہ انوکھا سفر نامہ بہ یک وقت دعوت و عزیمیت کی تاریخ ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ اور امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی عزیمت و سیرت کا ملحض، مکہ و مدینہ اور ان کے گردونواح کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یعقوب نظامی نے انتہائی مشاقی سے اس سفر نامے کا آغاز انگلستان کے شہر بریڈ فورڈ جہاں ان کی رہائش ہے وہاں سے کیا اور پھر مانچسٹر ایئر پورٹ سے جدہ ایئر پورٹ مکہ کی رہائش گاہ، فریضہ حج کی ادائیگی کے دوران مختلف مناسکِ حج کی توضیح، اس دوران قیام و طعام، مکہ و مدینہ میں لحہ لحہ بدلتی روحانی کیفیات کا بیان اس قدر جاذبیت و شگفتگی سے کیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ قارئین اسی سحر میں بندھے معمول کی طرح یعقوب نظامی کے ساتھ ساتھ خیالی حج ادا کر لیتے ہیں۔ سفر نامے کے اختتام پر قارئین کے جھولی متنوع معلومات سے بھری ہوئی ہوتی ہے جو نہ صرف ارضِ مقدس کے سفر پر اکساتی ہے بلکہ قرآن پاک، احادیث، سیرت اور تاریخ

اسلام پڑھنے پر بھی مائل کرتی ہے۔ یہی تاریخی شعور کا کمال فن ہے کہ یہ قارئین کو آمادہ بہ عمل کرتا ہے اور ان کی زندگیوں میں تغیر کا باعث بنتا ہے۔ یعقوب نظامی اپنے تحقیقی اندازِ بیان میں تاریخی شعور کو اس کامیابی سے برتتے ہیں کہ صدیوں قبل کا زمانہ آنکھوں میں گھوم جاتا ہے اور قارئین تھوڑے وقت میں زیادہ جان لیتے ہیں۔ اسی طرز اسلوب سے ان کے سفر ناموں کی وقعت اور قدر بڑھ جاتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ یعقوب نظامی، "مقدس سر زمین، (سفر حج کی یادیں)"، الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب اردو بازار لاہور، ۲۰۱۳ء، ص:۲۱

۲۔ ایضاً، ص:۳۳

۳۔ ایضاً، ص:۸۶

۴۔ ایضاً، ص:۹۰

۵۔ ایضاً، ص:۹۶تا۹۷

۶۔ ایضاً، ص:۱۳۳

۷۔ ایضاً، ص:۲۲۷

۸۔ ایضاً، ص:۱۶